رفیع اللہ

# طلاقِ ثلاثہ بیک مجلس

عائلی قوانین کا آرڈی ننس چند معمولی خامیوں کے باوجود اس وقت ہمارے معاشرے کی عائلی اصلاحات کے لیے نہایت ضروری ہے لیکن معلوم نہیں کیوں ہمارے بعض علماء نے اس کی مخالفت میں ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے کہ عامۃ الناس طلاق کے مسنون طریقے(۱) کو غیر اسلامی سمجھنے لگے ہیں اور طلاقِ بدعت کو عین اسلامی۔ اگر ان کی یہ غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی جائے تو جواب ملتا ہے کہ اگر یہ طریقہ واقعی اسلامی ہوتا تو علماء اس کی مخالفت کیوں کرتے۔ کسی کو اگر اس بیان میں شک ہو تو وہ اپنے قرب و جوار میں عائلی قوانین سے دلچسپی رکھنے والے کسی عام آدمی سے پوچھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔ اس بارہ میں اگر علماء سے شکایت کی جائے تو وہ فرمائیں گے کہ ہم نے تو صرف یہ کچھ کہا تھا:۔

"بلاشبہ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے۔ حنفی مذہب میں اگر تین طلاقیں بیک وقت دی گئی ہوں تو اس سے طلاق مغلظ واقع ہو جاتی ہے اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور نہ عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ پھر نکاح کر سکتا ہے جب تک اس کی تحلیل(۲) نہ ہو جائے۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان حنفی باشندوں کو جو اعتماد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مذہب حنفی کے ائمہ وفقہاء کے علم و تقویٰ پر ہے وہ اعتماد

---

(۱) یعنی طلاق کا سنت طریقہ (۲) عوام جسے حلالہ کے نام سے جانتے ہیں

آج کل کے قانون سازوں پر نہیں ہے۔"

(عائلی قوانین پر علماء کے اعتراضات صفحہ ۱۸)

عوام کے لیے اس سے زیادہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو پہلے ہی بیک وقت تین طلاق دینے کو اصل طلاق سمجھتے تھے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں "آج کل عام جہالت کی وجہ سے ہر طلاق دینے والا تین ہی طلاق دیتا ہے اور عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ تین سے کم میں طلاق مکمل نہیں ہوتی۔"

(عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ صفحہ ۶۳)

اور جب یہ کہہ دیا جائے کہ یہ حنفی مذہب کے خلاف ہے تو عامۃ الناس کا اس میں کیا قصور ہے کہ وہ اس کو غیر اسلامی سمجھنے لگیں۔ حالانکہ جس چیز کو حنفی مذہب کے خلاف کہا جا رہا ہے وہ حنفی مذہب کے نزدیک طلاق دینے کا احسن طریقہ ہے۔

علماء کے مندرجۂ بالا اعتراض کے آخری فقرہ سے ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہو گئی اور عوام یہ سمجھنے لگے کہ طلاق دینے کا صحیح طریقہ وہی ہے جو حنفی فقہ میں ہے اور جو اصلاح کی جا رہی ہے وہ آج کل کے قانون سازوں کی کوشش ہے۔ گویا کہ سلف صالحین کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا ہے۔ حالانکہ سلف صالحین کی ایک بڑی جماعت کا صرف یہی مسلک ہے اور وہ طلاقِ بدعت کو بالکل ناجائز سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس جو ائمہ طلاقِ ثلاثہ کے جواز کے قائل ہیں وہ بھی اسے بدعت ہی شمار کرتے ہیں۔ اور اس کے شرعی اثر کو بطور سزا قائم رکھتے ہیں۔ ان صالحین امت کا مسلک نقل کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طلاق مسنونہ اور طلاقِ بدعت کے فرق کو واضح کر دیا جائے۔

## مسنون طلاق اور طلاقِ بدعت میں فرق

اس وضاحت کے لیے بھی ہم اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہتے بلکہ وہی نقل کر دیتے ہیں جو مولانا مفتی محمد شفیع نے اس بارہ میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"تین طلاق بیک وقت دینا قرآن وسنت کی رو سے گناہ اور ایک مکروہ عمل ہے جس تک پہنچنا منشار قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے واضح طور پر یہ بتلا دیا کہ طلاق دینے کا صحیح اور جائز طریقہ یہ ہے کہ دو مرتبہ تک دی جاسکتی ہے (الطلاق مرتان) اس کے بعد تیسری طلاق کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے جائز طریقہ سے تجاوز کر کے تیسری طلاق دے ہی دی تو اب اس کی سزا یہ ہے کہ دوسری شادی اور پھر اس سے جدائی کے بغیر ان کا آپس میں تجدید نکاح بھی نہ ہو"۔

(عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ صفحہ ۶۳)

اس کے بعد یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے کہ یہ آج کل کے قانون سازوں کا کارنامہ ہے۔ صالحین امت کی ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں:۔

وذہبت طائفۃ من اہل العلم الی ان الطلاق لایتبع بالطلاق بل تقع واحدۃ فقط۔ و قد حکی ذلک صاحب البحر عن ابی موسی وروایۃ عن علی علیہ السلام وابن عباس وطاؤس وعطاء وجابر بن زید والہادی والقاسم والباقر والناصر واحمد بن عیسٰی وعبداللہ بن موسی بن عبداللہ وروایۃ عن زید بن علی والیہ ذہب جماعۃ من المتاخرین منہم ابن تیمیہ وابن القیم وجماعۃ من المحققین وقد نقلہ ابن مغیث فی کتاب الوثائق عن محمد بن وضاح ونقل الفتوی بذلک عن جماعۃ من مشائخ قرطبۃ کمحمد بن تقی ومحمد بن عبدالسلام وغیرہما۔ ونقلہ ابن المنذر عن اصحاب ابن عباس کعطاء وطاؤس وعمر بن دینار وحکاہ ابن مغیث ایضاً ذلک الکتاب عن علی وابن مسعود وعبدالرحمٰن بن عوف و الزبیر وذہب بعض الامامیۃ الی انہ لایقع بالطلاق المتتابع شئ لاواحدۃ ولااکثر منہا وقد حکی ذلک عن بعض التابعین وروی عن ابن علیۃ وہشام بن الحکم وبہ قال ابو عبیدۃ وبعض اہل الظاہر و سائر من یقول ان الطلاق البدعی لایقع۔"

(نیل الاوطار جلد ششم ص ۲۳۱)

(ترجمہ) اہل العلم کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ایک ساتھ منہ سے ایک سے

زیادہ طلاقیں کہنے سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ صاحب البحر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے ایک روایت میں حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت طاؤسؒ، حضرت عطاءؒ، حضرت جابر بن زیدؒ، امام الہادیؒ، امام القاسمؒ، امام الباقرؒ، امام الناصرؒ، اور احمد بن عیسیٰ، عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ اور حضرت زید بن علیؓ کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔ اور علمائے متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے جن میں حضرت امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم اور محققین کی ایک جماعت شامل ہے۔ ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں محمد بن رضاح کا یہی مذہب نقل کیا ہے اور الفخری نے قرطبہ کے علماء کی ایک جماعت مثلاً محمد بن بقی اور محمد بن عبدالسلام وغیرہما سے یہی نقل کیا ہے اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباسؓ کے تلامذہ حضرت عطاء اور حضرت طاؤس اور حضرت عمر بن دینار سے یہی نقل کیا ہے اور ابن مغیث نے اسی کتاب میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت الزبیرؓ کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

امامیہ کے بعض علماء کے نزدیک طلاق متتابع سے ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، اور بعض تابعین سے بھی یہی منقول ہے اور ابن علیہ اور ہشام بن الحکم سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے اور ابو عبیدہ اور بعض اہل الظاہر اور دوسرے تمام اہل العلم کے نزدیک طلاقِ بدعت بالکل واقع ہی نہیں ہوتی۔"

اس کے برعکس جن اکابر امت کے نزدیک طلاق بدعت جائز ہے انھوں نے طلاق کے مسنون طریقہ کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ یہ حنفی مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ خود حنفی فقہ کے ائمہ نے یہ تصریح کی کہ طلاق دینے کا احسن طریقہ یہی ہے۔ اور طلاق مغلظ (یعنی بیک مجلس تین طلاقیں دینا) کے شرعی اثر کو بطور سزا قائم رکھا ہے تاکہ رفتہ رفتہ طلاق بدعت کا طریقہ ہی ختم ہو جائے۔ یعنی ہمارے بزرگ تو طلاقِ بدعت کو ختم کر کے طلاق کے سنت طریقہ کو رواج دینا چاہتے تھے اور آج کل کے علماء کا مطالبہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ مسنون

طریقہ ختم کر کے طلاق بدعت کا رواج چاہتے ہیں۔

ہم شروع میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی یہ عبارت نقل کر چکے ہیں کہ "تین طلاق یک وقت دینا قرآن و سنّت کی رو سے گناہ اور مکروہ عمل ہے جس تک پہنچنا منشائے قرآن کے خلاف ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے طلاق میں جن مصالح کا خیال رکھا ہے یعنی رجعت وغیرہ وہ طلاقِ بدعت میں یک قلم ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ تین طلاق دینے کے بعد طلاق دینے والے کو ہوش آتا ہے۔ لیکن طلاقِ بدعت کی وجہ سے اس کے لیے رجوع کرنے کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہوتا ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"اور یہ بات بھی عام طور پر مشاہدہ میں آتی ہے کہ تین طلاق کے بعد جب ہوش آتا ہے تو فریقین آپس میں مصالحت کے لیے تیار ہوتے ہیں مگر بات ہاتھ سے نکل چکی ہوتی ہے"

(عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ صفحہ ۶۲)

اسی برائی کے تدارک کے لیے تو شریعت نے رجعت کا حکم دیا ہے۔ جو طلاق ثلاثہ کی صورت میں مفقود ہے۔ فقہا کے نزدیک رجعت فرض ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک تو حاکم وقت رجعت کرانے میں جبر سے بھی کام لے سکتا ہے۔

"یفترض علیہ ان یرجعھا لانہ قد فعل معصیۃً فیجب علیہ الاقلاع عنھا۔ فان امتنع ھدّدہ الحاکم بالسجن وان لم یفعل فان اصرّ بعد ذلک سجنہ فان اصرّ بعد السجن ھدّدہٗ بالضرب فان امتنع بعد التھدید ضربہ بالسوط بحسب مایراہ مفیداً۔ فان امتنع بعد ذلک کلّہٗ ارتجعھا الحاکم بان یقول ارتجعت لہٗ زوجتہٗ"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد ۴، ص ۳۰۸ مبحث مایترتب علی الطلاق البدعی من الاحکام)

(ترجمہ) اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی طلاق کی صورت میں رجوع کر لے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے۔ جس کا دُور کرنا اس پر واجب ہے۔ لیکن اگر وہ رجوع سے انکار کر دے تو حاکم اسے قید کرنے کی دھمکی دے۔ اس دھمکی کے بعد اگر پھر اسے اصرار ہو تو اسے قید کر دے۔ قید سے بھی نہ ملنے تو اسے جسمانی سزا کا ڈراوا دے اور اگر پھر بھی نہ مانے تو اسے کوڑوں کی سزا دے جتنا کہ مفید سمجھے۔ اور اگر اس سب کچھ کے بعد بھی وہ نہ مانے تو پھر حاکم خود زبردستی رجوع کرا دے یہ کہتے ہوئے کہ میں نے اس کی رجعت کرا دی ہے۔

یہاں یہ ایک نکتہ بھی ملحوظِ خاطر رہے۔ آج کل کے علماء کا فرمانا ہے کہ طلاق ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے جس میں کوئی دخل نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن ہمارے ائمہ کے نزدیک دخل دینا تو کجا رجعت کے لیے حکومت کو جبر کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔

شریعت نے ہمیں جو آسانیاں عطا کیں ہم نے ان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو محروم کر دیا تو اس سلسلے میں مشکلات کا پیدا ہونا یقینی تھا۔ اس کا علاج پھر اس سے بھی زیادہ ایک مکروہ عمل کے ساتھ کیا گیا جو عوام کے نزدیک 'حلالہ' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ "حلالہ" جاہل علما کا بنایا ہوا مسئلہ ہے۔ بلکہ یہ حنفی فقہ کا اہم مسئلہ ہے اور طلاقِ ثلاثہ اور اس کا ایک ہی حکم ہے۔ حنفی فقہ کی ہر کتاب میں یہ حکم موجود ہے۔

واذا تزوجہا بشرط التحلیل فالنکاح مکروہٌ لقولہ علیہ السلام لعن اللّٰہ المحلل والمحلل لہٗ وہذا ہو محملہٗ فان طلقہا بعد وطیہا حلت للاول بوجود الدخول فی نکاح صحیح (ہدایہ اولیں مجیدی ص ۲۷۶)۔

یعنی اگر حلالہ کرنے کی شرط سے کسی عورت سے نکاح کیا تو یہ مکروہ عمل ہے۔ کیونکہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور اس سے مراد یہی حلالہ ہے۔ تاہم اگر اس (حلالہ کے نکاح) کے بعد کوئی شخص عورت سے ہم بستری کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے تو وہ پہلے طلاق

دینے والے شخص کے لیے حلال ہو جائے گی کیونکہ دخول نکاح صحیح میں ہوا ہے۔

اب جب کہ یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک طلاق ثلاثہ اور حلالہ کا ایک ہی حکم ہے کہ مکروہ عمل ہونے کے باوجود دونوں جائز ہیں تو کیا علماء اس کے جواز اور نفاذ کے لیے بھی وہی کچھ فرمائیں گے جو طلاق ثلاثہ کے متعلق فرما چکے ہیں کہ:

اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان حنفی باشندوں کو جو اعتماد امام ابوحنیفہؒ اور مذہب حنفی کے ائمہ و فقہا کے علم و تقویٰ پر ہے وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں (علماء کے اعتراضات ص ۱۸)

برعظیم پاک و ہند میں طلاقِ بدعت کو ختم کرنے کے لیے اہل حدیث علماء نے جو مہم شروع کی اس کی ایک بڑی وجہ تو یہی تھی کہ لوگ حلالہ کی برائیوں سے تنگ آ چکے تھے۔ اور چونکہ ان کا مسلک سنّت پر مبنی تھا اس لیے کھلے بندوں ان کی مخالفت بھی نہ کی جا سکتی تھی۔ حلالہ کے واقعات کو تو وہ خوب اچھالا کرتے جس سے خود حنفی علماء بھی شرم محسوس کرتے۔ چنانچہ ان کی کوششوں کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ تو ضرور ہوا کہ حنفی علماء نے بھی چپکے چپکے ان کے مسلک کو تسلیم کر لیا اور مختلف دارالافتاء سے اس مسلک کے حق میں فتاویٰ جاری ہونے لگے۔ ان میں ایک فتویٰ جو دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی سے شائع ہوا تھا اس کا کچھ حصہ ہم بھی نقل کرتے ہیں۔

...... بوجہ شدت ضرورت و خوفِ مفاسد کے اگر طلاق ثلاثہ دینے والا ان بعض علماء کے قول پر عمل کرے گا جن کے نزدیک اس واقعہ مرقومہ میں ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے تو خارج مذہب حنفی سے نہ ہوگا۔ کیونکہ فقہاء حنفیہ نے بوجہ شدت ضرورت کے دوسرے امام کے قول پر عمل کر لینے کو جائز لکھا ہے۔(۲)

دستخط۔ مہر

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱ و ۲) مکمل تفصیل کے لیے رسالہ "طلاق محمدی" از مولوی محمد بن ابراہیم صاحب میمن (باقی اگلے صفحہ پر)

چنانچہ مناظروں اور کتابچوں کے ذریعہ اہل حدیث علماء نے طلاقِ بدعت کو ختم کرنے کی جو کوششیں کیں ان میں ان کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ان کا مسلک سنّت پر مبنی تھا۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ جب حکومت نے اسے قانون بنا دیا تو خود یہی اہلِ حدیث علماء بھی مخالفت پر اتر آئے۔

(علماء کے اعتراضات ص ۲۱-۲۲)

جب یہی قانون مصر میں رائج ہوا تو جماعت اہل حدیث نے خوشی کے شادیانے بجائے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ یہ قانون ہمارے ملک میں بھی رائج ہو۔ مولانا محمد بن ابراہیم نے جن کی کتاب نکاح محمدی کا ذکر ہم ابھی کر آئے ہیں۔ اس موقعے پر جو تبصرہ کیا تھا ہم اسے پورے کا پورا نقل کرتے ہیں:

"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مصر میں ایک جماعت اہل حدیث کی کھڑی ہو گئی ہے جنھوں نے اپنی ایک انجمن بنام انصار السنۃ المحمدیہ بنائی ہے۔ اور وہ احادیث کے مسائل کی اشاعت میں منہمک و مشغول ہے۔ اس کے اکابر علماء کرام نے حدیث و قرآن آپ "کے مذہب کے ان تنگ مسائل کے خلاف بیان کر کے آج وہاں عمل بالسنّت کی لہر دوڑا دی ہے۔ یہاں تک کہ مصری حکومت نے ۱۹۲۹ء میں قانون نمبر ۲۵ جاری کر دیا ہے۔ جس کے مادۂ ثالثہ کے الفاظ یہ ہیں: الطلاق المقرون بعددٍ لفظاً او اشارۃً لا یقع الا واحدۃ۔ جس کا مقصد بالفاظ علامہ احمد محمد شاکر یہ ہے۔ الغاء وصف الطلاق بالعدد واعتبارہ طلقۃ واحدۃ۔ یعنی دو اور تین جو ایک

---

سابقہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) جونا گڑھی، ملاحظہ فرمائیں۔ شائع کردہ مکتبہ شعیب کراچی۔ اس رسالہ میں فاضل مصنف نے دو سو دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی کے حکم میں ہے (۱) حنفیہ کو خطاب ہے۔

ساتھ دی گئی ہوں ان کا عدم لغو ہے ایسی تین طلاقیں سرکاری طور پر ایک شمار ہوا کریں گی۔ پس جس طرح مصر کے علمائے حنفیہ نے مل جل کر اس ظالمانہ اور جابرانہ اور مخالفِ حدیث مسئلہ کو اپنے ہاں سے اٹھا دیا ہے وقت آ رہا ہے کہ ہمارا ملک بھی اس سے ہاتھ جھاڑ دے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

غنچے چٹخیں گے پھر اے خالقِ گلشن کب تک
خشک پتوں کا سنوں نالہ و شیون کب تک

(نکاح محمدی از مولوی محمد بن ابراہیم صاحب میمن جوناگڑھی شائع کردہ مکتبہ شعیب کراچی)

افسوس صد افسوس ہے کہ جب مصر میں یہ قانون نافذ ہو تو اسے جماعت اہل حدیث کی فتح قرار دیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں کی جائیں کہ ہمارے ملک میں یہ نافذ ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی تو پھر اس کی مخالفت شروع کر دی۔

---


# ازدواجی زندگی کے لیے قانونی تجاویز

مصنفہ محمد جعفر پھلواروی

قیمت ۲۵ر۱ روپے

ملنے کا پتہ
سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور